الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا نکاح زینب کے ساتھ ہوا
تھا زینب زید کی ماموں کی لڑکی ہے لیکن زید کی ماں یہ گواہی دیتی ہے یا خبر دیتی ہے
کہ زید کی نانی نے زید کو دودھ پلایا ہے لہذا زینب زید کی رضاعی بھتیجی ہوئی اور یہ نکاح
ختم کرنا چاہیئے جبکہ نانی کا انتقال ہوا ہے اور والدہ بھی چشم دید گواہ نہیں بلکہ کہتی ہیں کہ
بچپن اس کو نانی کے گھر سے میرے گھر لا کر کہتی تھیں کہ نانی نے اس کو دودھ پلایا ہے
زید بھی کہتا ہے میں نے نانی سے سنا ہے اور مجھے پتہ نہیں کیا اس صورت میں صرف اتنی سی
شہادت پر حرمت ثابت ہو سکتی ہے اور نکاح کو فسخ کیا جا سکتا ہے؟ اگر فسخ کیا جائے تو
لڑکی کیلئے شرعاً کس گھر میں رہنا مناسب ہے اسی ساس خالہ کے گھر یا والد کے گھر جبکہ والدہ
کا انتقال ہوا ہے۔ براہ کرم شرعی مسئلہ بتا کر ممنون فرمائیں

المستفتی محمد امین (فون نمبر 0300 - 2613992 سعید خان)
03[illegible] - 2047952

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں صرف زید کی والدہ کی خبر یا گواہی سے
زید اور زینب آپس میں رضاعی چچا بھتیجی ثابت نہیں ہوتے اور نہ
ہی نکاح کو فسخ کرنا ضروری ہے کیونکہ حرمت رضاعت ثابت کرنے

اگر عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت ہو گئی تو رہنا نہیں؟

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام		عنوان تبویب

کے لیے فقہائے احناف رحمہم اللہ کے نزدیک دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے البتہ اگر زید نے اپنی والدہ یا نانی سے سنی ہوئی بات کی تصدیق کردی یا یہ بات اس کے دل کو لگتی ہے کہ خبر دینے والا سچا ہے تو اس صورت میں زید کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی زینب کو احتیاطاً طلاق دیدے (امداد الفتاوی: ۲/ ۳۳۰) اور طلاق کے بعد لڑکی جہاں بحفاظت رہنا چاہے رہ سکتی ہے۔

وفی الهداية: (۲/ ۲۳۰)

ولا يتزوج المرضعة احدا من ولد الذی أرضعت لأنه اخوها ولا ولد ولدها لأنه ولد أخيها۔

وفی الدر المختار: (۳/ ۲۲۵)

وهل يتوقف ثبوته علی دعوی المراة؟ الظاهر لا لتضمنها حرمة الفرج وهی من حقوقه تعالی كما فی الشهادة بطلاقها۔

وفی المبسوط للسرخسی: (۵/ ۱۳۷، ۱۳۸)

ولا يجوز شهادة امراة واحدة علی الرضاع أجنبية كانت أو أم أحد الزوجين ولا يفرق بينهما بقولها ويسعه المقام معها حتی يشهد علی ذلك رجلان أو رجل وامراتان عدول وهذا عندنا ...... وحديث عقبة بن الحارث رضی الله عنه دليلنا فإن رسول الله صلی الله عليه وسلم أعرض عنه فی المرة الأولی والثانية فلو كانت الحرمة ثابتة لما فعل ذلك ثم لما رای منه طمانينة القلب إلی قولها حيث كرر السوال أمره أن يفارقها احتياطا ...... وبالاجماع بمثل هذه الشهادة لا تثبت الحرمة فعرفنا أن ذلك كان احتياطا علی وجه التنزه والیه اشار رسول الله صلی الله عليه وسلم "كيف وقد قيل" وعندنا إذا وقع فی قلبه انها صادقة فالاولی أن يتنزه عنها ويأخذ بالثقة سواء أخبرت بذلك قبل عقد النكاح أو بعد عقد النكاح وسواء شهد به رجل أو امراة۔

وكذا فی تنقيح الحامدية: (۱/ ۳۵)

وكذا فی المحيط البرهانی: (۴/ ۱۰۳)

وكذا فی عمدة القاری: (۲۰/ ۱۴۰) والله تعالی أعلم بالصواب

محمد حنیف غفر اللہ
دار الافتاء، دار العلوم کراچی
۷/ ۶/ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح
[signature]
۷ جمادی الثانیہ
۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ
۷/ ۶/ ۱۴۲۷ھ